صفحۂ نسواں

عورت کو کیسا رہنا چاہیئے؟

(از جناب شوکت اللہ صاحب انصاری)

بیاہی ہوئی عورتوں کا بچہ ہو جانے کے بعد دل سے اتر جانا وہ پرسوز نغمہ ہے جو ہر مصلح کی زبان پر ہے۔ ہمارے خیال میں مرد و عورت دونوں اپنے فرائض اور ایک دوسرے کے حقوق سے ناواقف یا غافل و بے پروا ہوتے ہیں۔ جسکی وجہ سے وہ بدترین صورت پیدا ہو جاتی ہے جسے نہ مرد چاہتا ہے اور نہ عورت۔ مردوں کے فرائض پر ہم پھر کبھی بحث کرینگے۔ آج ہم چند ایسی چیزوں پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں جن پر عمل کر کے ۹۹ فیصدی عورتیں آرام اور اچھی طرح سے زندگی گذار سکتی ہیں۔

(۱) عورت کو تصنع سے پاک رہنا چاہیئے

فطرت کے خلاف اور جسمانی موزونیت کے نامناسب اشیاء کے استعمال کا نام تصنع ہے تصنع نہ صرف یہ کہ قدرت کی حقیقی خوبیوں کو زائل کر دیتی ہے اور نہ صرف یہی بلکہ بسا اوقات مصائب سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ تہذیب نو سے متاثر ہو کر اکثر نوجوان لڑکیاں اور عورتیں یہ سمجھ بیٹھتی ہیں کہ ہم صرف تصنع اور بناوٹ ہی سے قابل احترام بن سکتی ہیں اور جاذب و دلکش بننے کا یہی ایک ذریعہ ہے بلاشبہ وقتی طور پر وہ اس طرح اپنا مقصد حاصل کر سکتی ہیں لیکن انجام کے اعتبار سے یہ فعل بہت برا ثابت ہوگا کیونکہ اگر آپ کی جاذبیت و دلکشی کا راز تصنع و بناوٹ پر منحصر ہے تو اس بات کا یقین رکھئے کہ آپ کا ستارہ اقبال بہت جلد گردش میں آجائیگا اور آپ کی مقبولیت بھی باقی نہ رہیگی کیونکہ عارضی چیز کبھی دائمی نہیں ہو سکتی اس لئے لازمی طور پر آپ پر کبھی ایسا وقت بھی آجائیگا جبکہ آپ اس تصنع کو برقرار نہ رکھ سکیں گی حالانکہ آپ کی ساری مقبولیت کا راز اسی میں مضمر تھا اس حالت میں جو نتیجہ ہوگا ظاہر ہے کہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا اس کے برخلاف اگر آپ اپنی ذاتی خوبیوں اور خلقی اوصاف کی وجہ سے دلوں میں اپنی جگہ پیدا کرینگی تو ہمیشہ کامیاب و بامراد رہیں گی۔ قدرت ہر عورت کو زیب و زینت کے خاص خاص اوصاف سے نوازتی ہے اور بہترین و قابل احترام صفتوں سے متصف کرتی ہے۔ جو اوروں میں نہیں پائی جاتیں اور جن کی وجہ سے یہ اوروں سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا ہر عورت کو چاہیئے کہ وہ سب سے پہلے اپنے ان اوصاف حسنہ و صفات مخصوصہ کو معلوم کرے جن کی وجہ سے خاص درجہ حاصل کر سکتی اور ممتاز ہو سکتی ہے پھر وہ تمام تکلفات سے کنارہ کش ہو کر انھیں چیزوں کو اختیار کرتے اور درجہ اتم تک پہنچانے کی کوشش کرے اس طرح وہ جو مرتبہ حاصل کریگی وہ ہمیشہ باقی رہنے والا اور نیک انجام ثابت ہوگا۔

آجکل مصنوعی اسباب زینت و آرائش کا استعمال عام ہے اور یہ متعدی مرض شہروں سے گذر کر دیہاتوں میں بھی پہنچ چکا ہے اس سلسلہ میں عارضی طور پر چہروں میں دلکشی و جاذبیت پیدا کرنیوالی چیزوں کا نام زیادہ نمایاں ہے حالانکہ بعد میں ان کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اول تو اس کو برقرار و قائم رکھنے کیلئے بیجا تکلفات کرنے پڑتے ہیں پھر ایسا کر کے شوہر کو بھی عارضی دلکشی و جاذبیت کا شعبدہ بنا دیتی ہیں ایسی حالت میں انھیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ جب وہ ایسا نہ کر سکیں گی اس وقت انکا شوہر جو عارضی چمک دمک زیبائش و آرائش کا عادی ہو چکا ہے کس طرح سے پیش آئیگا۔

پاؤڈر کا استعمال ویسے بھی مضر صحت ہے لیکن اس کا اور اس جنس کی دوسری چیزوں کا مسلسل اور ہمیشہ کا استعمال چہرہ کی ہیئت کو بھی تبدیل کرکے بھدا اور کریہہ بنا دیتا ہے۔

یہ مرض بھی عام ہے کہ عورتیں اچھا سے اچھا اور قیمتی سے قیمتی لباس پہننا چاہتی ہیں۔ نہ وہ اپنے جسم کا لحاظ کرتی ہیں اور نہ گھر کی اقتصادی و ذہنی حالت کا۔ بعض عورتیں ایسی بھی دیکھی گئیں ہیں جو اپنی حیثیت سے گرا ہوا لباس استعمال کرتی ہیں حالانکہ یہ دونوں صنفوں کی سراسر نادانی ہے اس کے لئے ہمیشہ یہ قاعدہ کلیہ یاد رکھئے کہ لباس ایسا ہونا چاہیئے جو ہر لحاظ سے مناسب و موزوں ہو۔ نہ حیثیت سے گرا ہوا ہونا چاہیئے نہ زیادہ بلکہ درمیانی لباس استعمال کرنا چاہیئے۔ موسم کے مطابق اور شکل وصورت، قدوقامت کے مناسب ہونا چاہیئے۔ ایک کپڑا چاہے کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ آپ کو سجتا نہیں۔ اس سے شکل نکھرنے کے بجائے بھدی اور خراب ہو جاتی ہے۔ یا وہ قدوقامت کے لحاظ سے موزوں نہیں۔ یا موسم کے خلاف ہے تو وہ اپنی تمام خوبصورتی وگرانی کے باوجود آپ کے کسی کام کا نہیں۔

اگرچہ آپ کے حسن وجمال ظاہری زیبائش وآرائش کے محتاج نہیں۔ لیکن حیثیت وشان کے لوازم کا خیال رکھنا ضروری ہے اس لئے لباس ہمیشہ ایسا پہننا چاہیئے جو نہ حیثیت سے گرا ہوا ہو اور نہ بڑھا ہوا، قدوقامت کے مناسب ہو، شکل وصورت کو نکھارنے والا ہو اور موسم کے خلاف نہ ہو۔

اگرچہ فربہ وموٹا ہونا برا سمجھا جاتا ہے اور اسی لئے موٹی عورتیں دواؤں کا استعمال کرکے دبلی، پتلی، اور موزوں جسم بننا چاہتی ہیں لیکن مٹاپا اور فربہی صرف اسوقت معیوب سمجھا جاتا ہے جبکہ لباس قدوقامت، شکل وصورت رنگ وروپ اور موسم کا لحاظ کئے ہوئے بغیر استعمال کیا جائے۔ اگر کپڑے کے انتخاب میں ان چیزوں کا خیال رکھا جائے تو بہت سی پتلی، دبلی، نازک اندام عورتیں بھی انکے سامنے ماند پڑ جائیں۔

غرض ایک عورت کو ہر قسم کے تصنع وبناوٹ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خلقی اوصاف اور حقیقی خوبیوں کے حق میں زہر قاتل ثابت ہوتا ہے۔

(۲) عورت کو اپنی عمر کا ساتھ دینا چاہیئے آجکل کی شادیاں عموماً جذبات کے ماتحت ہوتی ہیں۔ جو عورت جسقدر زیادہ دلکش جاذب اور دلفریب ہوتی ہے۔ اسی قدر زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ مردوں کی نظریں زیادہ تر شباب کی رعنائیوں پر رہتی ہیں جس کی وجہ سے عورتیں یہ خیال کرتی ہیں کہ ہمیشہ ۱۸۔ ۲۰ سال کی نئی نویلی دلھن بنی رہنا چاہیئے۔ لیکن انھیں اپنی نظروں کو اور وسیع کرکے یہ دیکھنا چاہیئے کہ مکر وفریب کا پردہ ضرور چاک ہوکر رہتا ہے۔ ایک ۴۵ یا ۵۰ سالہ عورت کوشش بسیار اور نوجوانوں کی طرح لباس پہنکر ان کے لب ولہجہ میں گفتگو کرکے ان کا طریق رہن سہن اختیار کرکے جوان نہیں بن سکتی، اس کی یہ کوشش یکسر غیر طبعی ہونے کی وجہ سے تصنع وبناوٹ کو نمایاں وعریاں کرکے نظروں میں اور حقیر کردیگی۔ جو دلکشی وتازگی، فرحت وبہجت، رونق وخوبصورتی شباب اور عہد جوانی میں ہوتی ہے وہ عمر کے ڈھل جانے وبڑھاپے کے آجانے کے بعد کسی صورت میں باقی نہیں رہ سکتی۔ باقی رہنے والی چیزیں تو صرف اور صرف صفات حسنہ اور خلقی نیک اوصاف ہیں۔ جو کہ خود بھی طول وزیادتی عمر کے ساتھ راسخ ہوکر درجۂ کمال

کو پہنچ جاتے ہیں، جن کی قدر و قیمت دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ اور یہ وہ چیزیں ہیں جن کے سامنے شباب کی رونق و تازگی جوانی کی رعنائی کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ پھر مرد کی جسقدر زیادہ عمر ہوتی ہے اسیقدر اس کی توجہ بھی ان کی طرف سے ہٹ کر اس طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اس کی نظروں میں شباب کی رعنائیوں اور مستیوں کی قدر و قیمت زیادہ نہیں رہ جاتی بلکہ اس کی توجہ ان چیزوں سے ہٹ کر ان اوصاف حسنہ و صفات خلقیہ کی طرف منعطف ہو جاتی ہے جو کہ زیادتی عمر کے ساتھ بڑھتی اور پختہ ہوتی رہتی ہیں۔ اور انسان کو کامل بنا دیتی ہیں۔ شباب کی رعنائیوں و سرمستیوں کو ثبات و دوام نہیں۔ یہ دن بدن ڈھلتی جاتی ہیں۔ لیکن اب عورت کے مستور اوصاف دن بدن اجاگر اور نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ اور مرد کی نظر میں شباب کی رنگینیوں و سرمستیوں کا قائم مقام بن جاتے ہیں۔ اسلئے یہ سمجھنا کہ دلکشی و رعنائی تازگی و رونق ہی کے ذریعہ اچھا رتبہ و بہتر مقام حاصل ہو سکتا ہے اور مرد کی نظر میں ہمیشہ انھیں چیزوں کی جویاں رہتی ہیں سراسر غلطی ہے۔ اگر ایک ۵۰ یا ۶۰ سالہ عورت عزت و احترام حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی عمر کا لحاظ کر کے آرائش و زیبائش کرے۔ ایسا کپڑا پہنے جو اس سن و سال کے مناسب ہو۔ نہ یہ کہ وہ ۱۹ یا ۲۰ سالہ نوجوان کے مشابہ بننے کی کوشش کرے۔ ایسی عورت کے لئے اسباب آرائش و زیبائش کپڑے، پوڈر، لونڈر، لپ اسٹک غازے وغیرہ نہیں بلکہ وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق باطن سے ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے اخلاق و عادات، تدبر و دانشمندی، ہوشیاری وزیرکی سے مرد کے دل پر قبضہ کئے رہے کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جو اس کی منزلت و مرتبت کو لازوال و غیر فانی بنا دینگی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عورت کو اپنی عمر کا ساتھ دینا چاہئے۔ اگر وہ اس کے برخلاف کریگی تو اس کے افعال غیر طبعی رسوا اور ذلیل کر دینے والے ثابت ہوں گے۔

(۳) وقت اور مناسبت کا خیال رکھنا چاہئے عورت کو سسرال پہنچنے کے بعد سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کا یہ نیا ماحول کیسا ہے خاندان والے کس حیثیت و رتبہ کے ہیں تمام لوگ انھیں کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پھر جس حال میں انھیں پائے وہی حال اپنا بھی بنالے جس رنگ میں رنگا ہوا انھیں دیکھے اسی میں خود بھی رنگ جائے۔ انھیں کی طرح طرز معیشت رکھے۔ انھیں کے طریقہ بود و ماند کو اختیار کرے۔ ان کی عزت و حیثیت کے مطابق رہے ان سے کم یا زیادہ حیثیت کے امور تمدن و تہذیب نہ اختیار کرے۔ غرض اپنی سابقہ عادتوں میں تبدیلی کر کے اسی خاندان کی ایک رکن اور اُسی قبیلہ کی ایک فرد بن جائے۔ کسی دیکھنے والے کو یہ سمجھنے کا موقعہ نہ دے کہ وہ کسی غیر خاندان کی ہے۔ بلکہ وہ انھیں میں کی ایک ان کے مرتبہ و اقبال بڑھانے میں کوشاں، اور ان میں کی ایک فرد بن جائے۔ کیونکہ ان کی مخالفت کر کے وہ کسی طرح سے بھی کامیاب زندگی نہیں گذار سکتی۔

اسی طرح اسے اپنے اسباب سامان تزئین، اسباب آرائش اور لباس وغیرہ کے پہننے، اختیار کرنے اور استعمال کرنے میں بھی وقت اور مقام کا لحاظ کرنا چاہئے۔ زیورات کا استعمال بلاشبہ حسن کو دوبالا کر دیتا اور جمیل و دلکش بنا دیتا ہے لیکن اگر کوئی عورت انھیں گھر کے کام کاج کے اوقات یا کھانے کی حالت میں استعمال کرے تو سوائے پھوہڑ، بدتہذیب و کم عقل کے اُسے اور کیا کہا جائیگا۔ زیورات کے استعمال کا بہترین وقت رات ہے۔ کیونکہ یہ بجلی یا لیمپ کی مصنوعی روشنی اور

تاریکی میں چمکتے اور بہت زیادہ بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جواہرات اور زیورات کے استعمال کے صرف دو ہی وقت ہیں۔ (۱) خوشی اور تقریب کے موقعہ پر (۲) رات میں شوہر کے پاس شب باشی کی حالت میں۔ اس کے علاوہ اس کیلئے اور کوئی وقت بہتر و موزوں نہیں۔

(۴) عورت کو میکہ بھول جانا چاہیئے۔

ہر عورت کو سسرال میں قدم رکھتے ہی یہ سوچ لینا چاہیئے کہ یہ چوکھٹ غیر کی ہے اور یہ مکان دوسرے کا ہے۔ اب تک اس گھر والے اس کے غیر تھے۔ انھیں اس سے کبھی سابقہ نہیں پڑا وہ اس کے عادات و خصائل سے ناواقف، اس کی سیرت و کردار سے ناآشنائے محض اور اس کے رہنے سہنے کے طریقہ سے بے خبر ہیں پھر جبکہ اجنبیت و ناآشنائی کے اتنے پردے حائل ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ فوراً ہی اس کے دل کی بات معلوم کرلیں اور اس کی مرضی کے مطابق کام کریں۔ لہذا اسے وہاں تکلیفیں بھی پہنچیں گی، خلاف طبع چیزوں سے بھی سابقہ پڑیگا۔ غیر خوش آیند باتیں بھی سامنے آئیں گی مگر اسے ان سب چیزوں کو برداشت کرنا چاہیئے کیونکہ وہ ایک غیر جگہ اور غیر گھر میں ہے جہاں اس کے مزاج سے کوئی واقف نہیں جہاں والے اس کی عادتوں سے ناآشنا ہیں۔ سب سے بڑھکر یہ کہ وہ وہاں ناز برداری کرانے نہیں بلکہ کرنے جارہی ہے۔ لہذا اسے گھبرانا اور پریشان نہ ہونا چاہیئے اور نہ وہاں کی تکلیف و مصیبت قید و حبس کی زندگی سے دل برداشتہ ہونا چاہیئے۔ انکو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ عورتوں میں بہت بری عادت ہے کہ سسرال کی ذراسی بھی جائز یا ناجائز تکلیف نہیں برداشت کرسکتیں اور سسرال والوں کے سامنے بھی میکہ کی راحت و آسایش، عیش و آرام، آزادی و بے پروائی کا تذکرہ کرتی ہیں اور سسرال کی زندگی کی برائی اور ان کے متعلق حقارت آمیز الفاظ استعمال کرتی ہیں، ہمارے ابا ہمیں اس طرح چاہتے تھے، ہماری اماں ہم پر یوں فدا ہوتی تھیں، ہم گھر پر تنکا بھی نہیں توڑتی تھیں، بھائی بہن ہم پر جان چھڑکا کرتے تھے، ذراسی تکلیف پر ڈاکٹروں، اور حکیموں کا تانتا بندھ جایا کرتا تھا۔ آرام سے رہتی تھیں نہ کسی چیز کی فکر تھی نہ کسی کا ڈر تھا نگوڑا یہاں کیا آئے کہ زندگی عذاب میں پڑگئی۔ ہر وقت کام ہر وقت کام دھندا، بہو کیا لے آئیں نوکرانی کی ضرورت نہیں رہی، مر بھی جایئے مگر حکیم ڈاکٹر کا نام بھی نہ لیا جائیگا۔ ہر وقت فکر ہر وقت ڈر۔ زندگی نہ ہوئی عذاب ہو گئی لعنت ایسی زندگی اور ایسے گھر والوں پر ہماری عورتوں کا اسی قسم کا ایک لمبا چوڑا لکچر ہوتا ہے جو ساس نندوں اور سسرال والوں کو مخاطب کرکے دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ سوائے بد ہونے کے اچھا نہیں ہو سکتا۔ کوئی باغیرت شخص اپنی توہین و تحقیر ٹھنڈے دل سے دیکھ سُن نہیں سکتا۔ اس کا نتیجہ آپس میں بد دلی، نفرت، و عداوت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور اچھا خاصا امن و اطمینان کا گھر جنگ کا میدان بنجاتا ہے۔ جس کی پوری ذمہ دار بہو ہی ہوتی ہے۔ اگر وہ ایسی بیکار چیز نہ چھیڑے تو یہ نوبت کبھی بھی نہ آئے الغرض اسے میکہ اور میکہ کی ساری باتوں کو بھول جانا چاہیئے۔ اُسے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کی زندگی یہیں سے شروع ہوئی ہے اُسے اسی دنیا کو آباد کرنا اور اسی گھر کو اپنا گھر سمجھنا چاہیئے۔

یہ سمجھنا کہ اگر وہ یہ طریقہ اختیار کریگی تو ہمیشہ کے لئے مصیبت کی آماجگاہ بن جائیں گی اور ان مصیبتوں اور تکلیفوں کا کبھی خاتمہ ہی نہ ہوگا۔ سراسر غلط فہمی ہے۔ کیونکہ خدمت، وفاشعاری، اچھے اخلاق، خوش خلقی، خندہ روئی، محبت وغیرہ وہ ہتھیار ہیں جنھیں استعمال کرکے آپ سخت سے سخت دلوں کو بھی نرم اور اپنی طرف مائل بنا سکتی ہیں اگر آپ ایسا کریں گی تو یقین

رکھیں کہ آپ شمع محفل، چراغ خانہ، گھر کی ملکہ اور آنکھوں کا نور بن کر رہیں گی اور آپ کی جہنم سے بدتر زندگی رشک فردوس بنجائیگی

(۵) ہمیشہ صاف ستھرا اور سادہ رہنا چاہیے

آجکل مصنوعی اسباب آرایش کی بہتات ہے اور بیسیوں قسم کی دوائیں محض چہرہ کی دلکشی ورعنائی رونق وزیبائش کیلئے بازار میں بکتی ہیں ہم نے پہلے کسی مقام پر بحث کرتے ہوئے ان کے مضر اثرات ونقصانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کے مسلسل اور متواتر استعمال کرنے سے روکا ہے لیکن اگر اعتدال، حکمت ودانش مندی کے ساتھ موسمی عوارض سے بچنے اور اعضاء کی طبعی رونق اور دلکشی کے تحفظ و بقا اور نمایاں کرنے کے لئے کبھی کبھی ان کا استعمال کر لیا جائے تو کوئی حرج اور نقصان نہیں۔ پاوڈر وغیرہ مصنوعی اسباب تزین کی مخالفت کا اصلی اور اہم سبب یہ ہے کہ اگرچہ ان کا استعمال لطافت وپاکیزگی کیلئے ہوتا ہے اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ چہرہ ودیگر اعضاء موسمی تغیرات یا سستی وغفلت کی وجہ سے بُرے بھدے اور ایسے نہ ہوجائیں کہ دیکھ کر طبیعت مکدر ہوجائے، لیکن ہمارے یہاں اس کا استعمال صحیح طریقہ سے نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے بجائے فائدہ کے نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور چہرہ رعنا ودلکش ہونے کے بجائے بھدا اور بدنما ہوجاتا ہے۔ ان کے استعمال کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اول پاؤڈر یا اور کسی قسم کی کوئی روغنی چیز چہرہ پر مل لی جائے اور پھر گرم پانی سے اچھی طرح صابن ملکر دھو، یا نہا لیا جائے۔ اور اس کے بعد چہرہ یا جسم کو کسی موٹے کپڑے یا تولیہ سے صاف کر لیا جائے لیکن عورتیں اتنی زحمت ومشقت گوارا نہیں کرتیں اور صرف پاؤڈر چہرہ پر مل لیتی ہیں جو کہ غلط ہے اور فائدہ کے بجائے نقصان پہنچاتا ہے۔

عورت کو چاہیے کہ ہر وقت صاف ستھرا رہے اور سادہ لباس پہنے جس طرح شوہر کے ساتھ شب باشی کی حالت میں وہ پاک وصاف رہتی، اور زینت کا مناسب اہتمام کرتی ہے دیگر اوقات میں بھی ویسے ہی رہے۔ بعض عورتیں گھر میں معمولی کثیف اور میلا کپڑا پہنتی ہیں۔ جو ان کے کوتاہ بین کم نظر، پھوہڑ اور بخیل ہونے کی دلیل کے علاوہ صحت کو نقصان بھی پہنچاتا ہے۔

عورتوں کو کبھی بھی سر جھاڑ منہ پھاڑ نہیں رہنا چاہیے۔ ہمیشہ بال صاف رکھنا اور کنگھی چوٹی سے آراستہ رہنا چاہیے۔ کیونکہ اس کے خلاف رہنا شوہر کو متنفر اور بددل بنا دیتا ہے۔ شہری خواتین نے تو یورپین طرز پر فریفتہ ہوکر بالوں کو کھلا رکھنا شروع کر دیا ہے جو کہ صحت وتندرستی کیلئے مضر نقصان دہ اور نفاست وپاکیزگی کے خلاف ہے۔

(۶) بشاشت ونرم گوئی عورت کا بہترین زیور ہے۔

عورتیں شوہروں کو خوش کرنے کیلئے بے انتہا تکلفات اور غیر معمولی اخراجات کرتی ہیں حالانکہ یہ ایسی چیز نہیں جس کا حصول روپوں پر موقوف ہو یہ بات تو وہ صرف ایک تبسم دلنواز سے حاصل کر سکتی ہیں، عورت کا تبسم، اس کے چہرے کی بشاشت اور نرم گوئی وہ چیزیں ہیں جو ہر دل کو نرم اور خوش کر سکتی ہیں، یہ قدرت کے وہ بیش بہا عطیات ہیں جو غمگین سے غمگین انسان کو بھی ساری تکلیفیں بھلا دینے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہ عورت اپنی اس قوت سے وہ کام لے سکتی ہے جو خزانۂ قارون خرچ کر دینے سے بھی سرانجام نہیں پا سکتے۔ ہزاروں خوشحال گھرانے ایسے دیکھے گئے ہیں جو تمول اور دولتمندی کے باوجود جہنم زار بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اسلئے کہ ہر نعمت موجود ہونے کے باوجود ایک چیز کی کمی ہوتی ہے اور وہ ہے عورت کا تبسم۔ کوئی میاں یہ نہیں چاہتا کہ جب وہ گھر میں آئے تو بیوی صورت دیکھتے ہی رو رو کے کاٹ کھانے کو دوڑے اور کہے۔ گھر میں نہ تیل ہے کہ چراغ جلاؤں۔ نہ آٹا ہے کہ روٹی پکاؤں نہ لکڑیاں ہیں جن سے چولھا گرم ہو۔ باہر ہیں ہفت ہزاری گھر میں جورو فاقوں کی ماری۔ میری قسمت تو پھوٹ گئی جو اس

دلدر گھر میں اماں باوا نے جھونک دیا۔ خدا غارت کرے بی سلامت کو جنھوں نے مجھے کٹنی بنکر اس دوزخ میں ڈلوادیا۔ کسی دن بھی دو گھڑی کا سکھ اس گھر میں نصیب ہوا۔ آدھی آدھی رات کو گھر میں آتے ہیں۔ یہ موا بائیسکوپ نہیں معلوم کس موذی نے نکالا۔ جب سنو یہی سنو کہ آج تتھر والے کنوئیں میں گئے ہیں۔ آج مچھلی والوں کے بائسکوپ کے سامنے کھڑے ٹہل رہے تھے۔ کل "پھوارہ" کے بائسکوپ کے چکر کاٹ رہے تھے۔ دنیا مری چلی جا رہی ہے مگر مجھ کمبخت سے موت بھی کترا کر چلتی ہے۔ میں تو کچھ کھا کر سو جاؤں جب اس دوزخ سے چھٹکارا ملے۔ چاہنے تو سبھی شوہر ہی ہیں مگر ایسے خوش نصیب بہت کم ہونگے جن کی مرضی پوری بھی ہو جاتی ہو۔

عورت کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ باتیں اسوقت کہنے کی نہیں ہیں بلکہ اسے ایسی چیزوں کے لئے مناسب موقعہ کی تلاش میں رہنا چاہیئے جب مل جائے تو سب کچھ کہہ لے مگر یہ ضروری ہے کہ بات سختی اور غصہ میں بجھی ہوئی ہو۔ اور ایسی وقت کہی جائے جبکہ مرد دن بھر کا تھکا ماندہ گھر میں داخل ہو۔ بڑی سے بڑی بات اگر آہستگی اور نرمی سے مناسب وقت پر کہی جائے تو کبھی بھی بری نہیں معلوم ہو سکتی۔ لیکن اگر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی غصہ اور سختی کے ساتھ غیر مناسب وقت میں کہی جائے تو ایسی بات پر شوہر کیا ہر شخص جل بھن کر کباب ہو جائیگا۔ اس لئے جب کبھی بھی شوہر باہر سے آئے۔ یا رنجیدہ ہو ایسی چیزوں کو مت چھیڑو۔ ہنس مکھ چہرے سے اسکا استقبال کرو۔ کھانا آرام سے کھانے دو اسوقت ہنسی اور دلچسپی کی باتیں کرو ہمیشہ خندہ روئی سے پیش آؤ متبسم چہرے سے خیر مقدم کرو۔ اسی طرح تم کامیاب زندگی گذار سکتی ہو۔

میاں کیا چاہتا ہے۔ پچھلے دنوں آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن سے کسی مقرر نے "میاں کیا چاہتا ہے" کے عنوان سے ایک تقریر نشر کی تھی۔ ہم خفیف تبدیلی کے بعد اس کا کچھ اقتباس یہاں درج کرتے ہیں۔ ہر عورت انھیں حرز جاں بنا کر اور ان پر عمل کر کے کامیاب و بامراد زندگی بسر کر سکتی ہے اور اس طرح سے رہ سکتی ہے کہ جنت کی حوریں بھی اس پر رشک کرنے لگ جائیں۔

میاں یہ چاہتا ہے کہ بیوی ہم خیال ہو عقل والی ہو۔ لکھنا پڑھنا جانتی ہو۔ خانہ داری کے حساب سے واقف ہو کھانا پکانا اور پکوانا آتا ہو صاف رہنے کی عادت ہو اپنے لباس اور گھر کے سامان کو صاف رکھے۔ سر جھاڑ منہ پھاڑ نہ ہو۔ صبح اٹھکر کنگھی کر لیا کرے۔ پان کھاتی ہو تو پیک دان میں پیک تھوکے گھر کے فرش اور دیواروں کو اگالدان نہ بنائے۔ میاں چاہتا ہے بیوی فضول اور بیکار قیمتی کپڑے اور قیمتی زیور جمع نہ کرے بلکہ شادی بیاہ عید بقر عید کے خاص موقعوں کے لئے دو چار چیزیں سلیقہ سے گھر میں رکھ چھوڑے۔ اور ان کو ہر موسم میں دھوپ دے اور کپڑوں کو داغ دھبے سے بچائے۔ اور زیور جڑاؤ نہ ہو بلکہ سونے کا ہو اور پرانی طرز کا ہو کیونکہ نئے فیشن کے زیور میں لاگت آئے سو روپے کی اور مال ہو پچیس روپے کا۔ پرانے زمانے کے زیور سو روپے کے خریدو تو ننانوے روپے کے جب چاہو بیچ ڈالو اور سونے کا بھاؤ بڑھ جائے تو سو کے ڈیڑھ سو بن جائیں۔ میاں چاہتا ہے بیوی ایسی ہو جس کو نوکروں سے کام لینا آتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ خود کچھ کام نہ کرے سارا کام نوکروں پر ڈال دیا کیونکہ ہندوستان کا کوئی نوکر ہمدردی سے کام نہیں کرتا جب تک کہ گھر کے مالک ان کے سر پر کوچوان کی طرح چابک لئے نہ بیٹھے رہیں اور ان سے کام نہ لیں۔ میاں چاہتا ہے بیوی آمدنی سے خرچ کو نہ بڑھائے ۵۰ کی آمدنی ہو تو ۴۵ خرچ کرے کپڑے درزیوں سے نہ سلوائے خود سیئے یا ایسی نگرانی رکھے کہ درزی کپڑا نہ چرا سکے۔

میاں چاہتا ہے کہ بیوی باورچی خانہ کی نگرانی کرسکتی ہو اور کرتی ہو۔ ماما اور پکانیوالے پر سارا کام نہ چھوڑ دے میاں چاہتا ہے کہ بیوی کے پاس گھر کے تمام اسباب کی فہرست موجود ہو اور وہ بے ضرورت چیزیں نہ خریدے جب ضرورت پڑے تو بازار میں جاکر نئی نئی ضرورتیں پیدا نہ کرے۔ میاں چاہتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے قرابت داروں اور دوستوں کا ایسا ہی خیال رکھے جیسے میاں رکھتا ہے اور ان کے درجوں کا فرق اچھی طرح سمجھے۔ اور ان کی خاطر مدارات کا خیال رکھے۔ لیکن فقط شیریں کلامی اور اچھے برتاؤ تک محدود رہے۔ کھانے پکانے، لینے دینے کے خرچ نہ بڑھائے۔

میاں چاہتا ہے بیوی ایسی ہو کہ گھر کی ضرورتوں کا سامان خریدنے سے پہلے یہ سوچ لیا کرے کہ چیز اچھی ہو اور زیادہ قیمتی نہ ہو۔ اور یہ بھی کہ گھر میں اس کے رکھنے کی جگہ بھی ہو مثلاً کسی کا گھر بہت چھوٹا ہے اور بیوی نے چار پلنگ اور چھ کرسیاں اور دو میزیں خریدیں اور یہ نہ سوچا کہ ان کو رکھوں گی کہاں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ چیزیں بارش اور دھوپ میں باہر پڑی رہیں گی اور خراب ہو جائیں گی۔ میاں چاہتا ہے بیوی سویرے اٹھکر اپنے گھر کی ہر چیز دیکھ لیا کرے تاکہ اگر کوئی چیز بے سلیقہ رکھی ہو اور خراب ہو رہی ہو تو وہ ٹھیک ہو جائے۔

میاں چاہتا ہے بیوی اپنے شوہر کی کتابوں، اور کپڑوں اور ضرورت کے سامان کو ایسے سلیقہ سے رکھے کہ ہر چیز قرینہ سے اور صاف ستھری رہے اور جب میاں کوئی چیز مانگے تو تلاش کرنے کا غل شور برپا نہ ہو اور میاں یہ بھی چاہتا ہے کہ بیوی ہر کام کا وقت مقرر کرلے نہ ہر وقت باورچی خانہ میں گھسی رہے نہ ہر وقت کپڑے سیا کرے نہ ہر وقت بچوں میں مصروف رہے بلکہ جب میاں گھر میں آئے تو بیوی اس کے پاس بیٹھے اس سے بات چیت کرے۔ ہنسے بولے۔ اور گھر کی ضرورتوں سے اسے آگاہ کرے اور اس سے باہر کے حالات پوچھے۔ اور میاں اپنے حالات سنائے تو بیوی اچھے مشورے دے سکے اور پریشانی کے وقت میاں کی ہمت بڑھائے اور کہے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ دنیا اور زندگی اسی کا نام ہے۔ یہاں مشکلیں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ مردانگی سے کام لو۔ ہر مشکل کو خدا آسان کر دیتا ہے۔ اگر آدمی مشکلات کا مقابلہ سمجھ اور دوراندیشی سے آخر تک کرتا رہے۔

میاں چاہتا ہے بیوی اپنے میکہ والوں کی دعوتیں زیادہ نہ کیا کرے۔ اور گھڑی گھڑی میکہ جانے کے خیال میں نہ رہے

میاں چاہتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی محرم راز ہو۔ میاں کی ہر بات کی پردہ پوشی کرے اور میاں کی عزت کو اپنی عزت اور میاں کی خوشی کو اپنی خوشی۔ اور میاں کے آرام کو اپنا آرام خیال کرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ میاں چاہتا ہے کہ بیوی اس کی شریک زندگی ہو۔ رفیق ہو۔ مونس ہو۔ اور ایسا نہ ہو کہ بیوی میاں کے سر پر آسیب بن کر سوار رہے اور بھوتنی چڑیل کی طرح میاں کی زندگی کو دوزخ کی زندگی بنا دے کیونکہ ایسی بیوی کو میاں وبال جان سمجھتا ہے۔